قرآنی بیان

اللہ پاک کی پہچان

مدنی مراکز (فیضانِ مدینہ) اور شعبہ آئمہ مساجد کے تحت مساجد کے لئے

24-November-2023

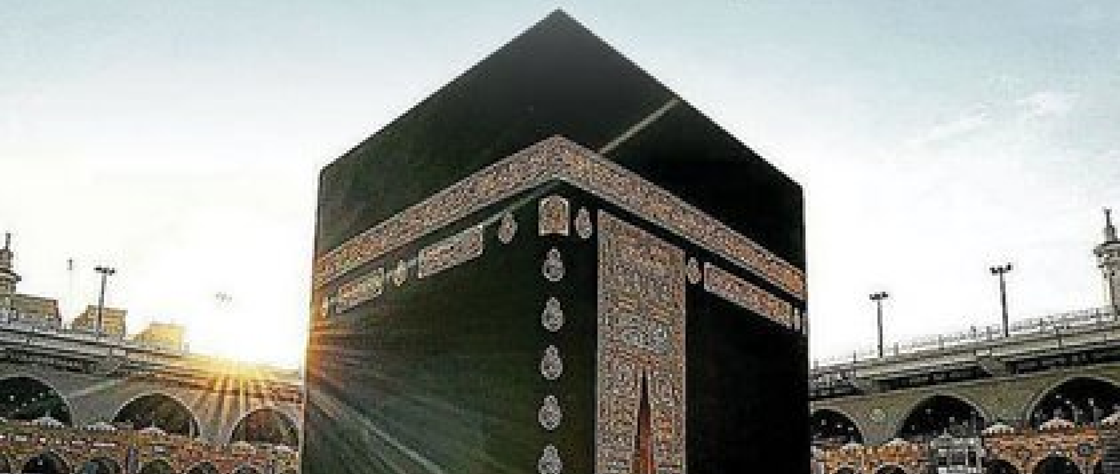

جمعۃ المبارک کا بیان

(For Islamic Brothers)

مدنی مراکز (فیضانِ مدینہ) اور شعبہ اَئِمّہ مساجِد کے تحت مساجِد کے لئے

24 نومبر، 2023ء کے جمعۃ المبارک کا

قرآنی بیان

بنام

اللہ پاک کی پہچان

اس بیان میں آپ جان سکیں گے...

- ✿..اللہ پاک کی معرفت اہم فریضہ ہے
- ✿..جب گائے ڈر کر بھاگ نکلی (واقعہ)
- ✿..کفرِ خفی اور اس کی علامات
- ✿..بندہ ہونا کسے کہتے ہیں؟

پیشکش

اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَۃ

Islamic Research Center

(شعبہ: بیاناتِ دعوتِ اسلامی)

For Feedback : +92 315 2692786

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی آلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللہ

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف (ترجمہ: میں نے سُنَّت اعتکاف کی نِیَّت کی)

درود شریف کی فضیلت

فرمانِ آخری نبی، رسولِ ہاشمی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم: جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ جب وہ دربار الٰہی میں حاضِر ہو تو اللہ پاک اس پر راضی ہو، اسے چاہئے کہ مجھ پر دُرودِ پاک کی کثرت کرے۔[1]

نبی کی شان میں ہو جس قدر دُرود پڑھو
مُحِبّو پاؤ گے جنت میں گھر دُرود پڑھو
رہو گے حفظِ الٰہی میں رات دن محفوظ
رسولِ پاک پہ شام و سحر دُرود پڑھو[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

کَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ۚ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

صَدَقَ اللہُ الْعَظِیْم وَ صَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ پاک کا وُجُود ہے، اللہ پاک ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، قرآنِ کریم میں اللہ پاک کی معرفت (یعنی پہچان) کے بہت قسم کے دلائل ذِکر کئے

---

1 ...القول البدیع، الباب الثانی فی ثواب الصلاۃ علی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم، صفحہ: 128۔

2 ...نورِ ایمان، صفحہ: 56 ملتقطاً۔

گئے ہیں، ان دلائل کی ایک قسم **دلائِلِ اَنْفُس** بھی ہے، یعنی انسان کی ذات، اس کا وُجُود، اس کی چلتی ہوئی سانسیں، اس کی شاہکار تخلیق، اس کا بچپن، جوانی، بڑھاپا وغیرہ انسان کا ہر حال بذاتِ خُود اللہ پاک کے وُجُود کی دلیل ہے، وُجُودِ خُدا کے ایسے دلائل جو انسان کی ذات میں پائے جاتے ہیں، انہیں **دلائِلِ اَنْفُس** کہا جاتا ہے۔[1] ابھی ہم نے پارہ: 1، سورۂ بقرہ کی آیت: 28 سننے کی سعادت حاصِل کی، اس آیتِ کریمہ میں اللہ پاک کی معرفت سے متعلق چند **دلائِلِ اَنْفُس** بیان کئے گئے ہیں۔

سب سے پہلے تو معرفت سے مُتَعَلِّق چند باتیں سن لیجئے! پھر ہم اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْکَرِیْم! آیتِ کریمہ کا ترجمہ اور وضاحت سنیں گے۔

اللہ پاک کی معرفت اَہَم فریضہ ہے

پہلی بات تو یہ اپنے ذِہن میں بٹھا لیجئے کہ سب سے پہلا اور سب سے اَہَم فرض جو ایک انسان پر عائِد ہوتا ہے، وہ اللہ پاک کی معرفت ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ ہمارے دُنیا میں آنے کا ایک بنیادی مقصد ہی اللہ پاک کی معرفت (یعنی پہچان) ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ (پارہ:27، الذّٰاریٰت:56)	ترجمہ کنزُالعِرفان: اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں امام مجاہد رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اس آیت میں عِبَادت سے مراد معرفت ہے۔[2] یعنی آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ میں نے جنّ اور انسان اسی لئے پیدا فرمائے تاکہ میری معرفت حاصِل کریں۔

1 ... تفسیر کبیر، پارہ:24، المؤمن، زیر آیت:67، جلد:9، صفحہ:530 خلاصۃً۔
2 ... تفسیر بغوی، پارہ:27، الذاریات، زیر آیت:56، جلد:4، صفحہ:235۔

ایک **حدیثِ قدسی** جسے بڑے بڑے اَوْلیائے کرام رحمۃُ اللہِ علیہم نے ذِکْر کیا اور اس سے بڑے بڑے مسائِل نکالے ہیں، اللہ پاک فرماتا ہے: كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، چنانچہ میں نے مخلوق پیدا فرمائی۔[1]

معلوم ہوا؛ ہمیں پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے تاکہ ہم اللہ پاک کی پہچان حاصِل کریں۔

تمہاری دُعا سے پہاڑ جگہ چھوڑ دیتے

حدیثِ پاک میں ہے: میرے اور آپ کے آقا، مکی مَدَنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر تم اللہ پاک کی ایسی معرفت حاصِل کرو جیسا اس کی معرفت کا حق ہے تو ضَرُور تم سمندروں پر چلو اور تمہاری دُعا سے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔[2]

اَللہُ اَکبر! یہ ہے معرفتِ اِلٰہی کی عَظَمت...!! جس شخص کو اللہ پاک کی صحیح معنوں میں پہچان نصیب ہو جائے، وہ بہت اُونچا مرتبہ حاصِل کر لیتا ہے، اس کی دُعاؤں میں اتنا اَثَر آ جاتا ہے کہ وہ دُعا کرے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں۔

پہاڑ پھیلنے لگا

حضرت فُضَیل رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت بڑے ولیُّ اللہ ہیں، آپ تَوبہ سے پہلے بڑے مشہور ڈاکو تھے، پھر آپ پر کرم ہوا، آپ نے توبہ کی اور نیک کاموں میں مصروف ہو گئے، رَبِّ کریم کا آپ پر بڑا فضل تھا، آپ کو بہت بلند مقام عطا کیا گیا۔ آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک مرتبہ مِنٰی شریف میں ایک پہاڑ پر مَوْجُود تھے، آپ نے فرمایا: اگر کوئی وَلِیُ اللہ اس پہاڑ کو حکم

---

1 ...کشف الخفاء، حرف الکاف، جلد:2، صفحہ:121، رقم:2014۔
2 ...مسند فردوس، جلد:3، صفحہ:370، رقم:5123۔

دے کہ اے پہاڑ! لمبا ہو جا۔ تو پہاڑ فوراً لمبا ہو جائے گا۔ بَس اتنا کہنے کی دیر تھی کہ پہاڑ نے لمبا ہونا شروع کر دیا، آپ رَحمۃُ اللهِ عَلَیۡہ نے فرمایا: اے پہاڑ! رُک جا...!! میں نے تجھے حکم نہیں دیا۔ یہ سُنتے ہی پہاڑ ساکِن ہو گیا۔ (1)

یہ ہے معرفت کا رُتبہ...!! جسے اللہ پاک کی پہچان مِل جاتی ہے، وہ ایسے بڑے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔

معرفت ملتی کیسے ہے...؟

اب ایک بنیادی سُوال ہے: آخِر اللہ پاک کی معرفت (یعنی پہچان) ملتی کیسے ہے؟ حُضُور داتا گنج بخش علی ہجویری رَحمۃُ اللهِ عَلَیۡہ نے اس تعلق سے بہت تفصیلی کلام فرمایا ہے، آخر میں نتیجہ یہ نکالا کہ اللہ پاک کی معرفت (یعنی پہچان) نہ تو عِلْم سے ملتی ہے، نہ عقل سے، اللہ پاک کی معرفت صِرْف وصِرْف اللہ پاک کے فضل سے ملتی ہے، جس پر اللہ پاک فضل فرما دیتا ہے، اس کو یہ معرفت نصیب ہو جاتی ہے۔ (2)

اس دُنیا میں بہت سارے لوگ آئے جنہوں نے اپنی عقل سے اللہ پاک کو پہچاننا چاہا مگر ناکام رہے، کسی نے اپنے عِلْم سے اللہ پاک کو پہچاننا چاہا مگر ناکام رہے، نتیجۃً کسی نے چاند کو خُدا مان لیا، کسی نے سُورج کی پُوجا شروع کر دی اور کوئی درختوں کو اپنا رَبّ ماننے لگا۔ غرض کہ اللہ پاک کی پہچان نہ تو عقل سے ملتی ہے، نہ عِلْم سے ملتی ہے، یہ پہچان جسے بھی ملتی ہے اللہ پاک کے فضل ہی سے ملتی ہے۔ جب بندے پر اللہ پاک کا فضل ہو جاتا ہے، تب اس کی عقل بھی روشن ہو جاتی ہے اور اس کے دِل میں نُورِ معرفت بھی اُتر جاتا

---

1 ...رسالہ قشیریہ، باب کرامات الاولیاء، صفحہ:396۔

2 ...کشف المحجوب، کشف الحجاب الاول فی معرفۃ اللہ، صفحہ:321 خلاصۃً۔

ہے۔ پھر بندے کو کائنات کے ذرّے ذرّے میں رَبّ کریم کے وُجُود اور اس کی قدرتوں کے نشان نظر آنے لگ جاتے ہیں۔

جب گائے ڈر کر بھاگ نکلی

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو گائے کی پُوجا کیا کرتا تھا، ایک دِن وہ اپنی گائے کو لے کر کسی باغ میں پہنچا، گائے چارہ وغیرہ کھا رہی تھی کہ اچانک بادَل چھا گئے، بجلی چمکنے لگی، بادَل کی خوفناک گرج اور بجلی کی کڑک جب گائے کے کانوں میں پڑی تو گائے ڈر کر بھاگ کھڑی ہوئی۔

یہ وہ وقت تھا جب اس مُشرِک پر اللہ پاک کا فضل ہوا؛ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ یہ گائے جو بادَل کی گرج اور بجلی کی کڑک ہی سے ڈر رہی ہے، یہ ہر گز خُدا نہیں ہو سکتی۔ یہ سوچ کر اس نے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی اور **اے بادلوں کے رَبّ** کہہ کر اللہ پاک کو پکارنے لگا۔ اسی وقت اللہ پاک نے اس وقت کے نبی علیہ السَّلام کی طرف وحی فرمائی کہ فُلاں شخص ہے، اسے جاکر کلمہ بھی پڑھائیے اور دِین کی بنیادی باتیں بھی سکھا دیجئے![1]

یہ ہے اللہ پاک کا فضل...!! جب ہو جائے، اس وقت معرفت نصیب ہو جاتی ہے۔

اللہ پاک کا فضل پانے کا طریقہ

اب سُوال یہ ہے کہ **اللہ پاک کا فضل ہم کیسے حاصِل کرسکتے ہیں؟** حُضُور داتا گنج بخش علی ہجویری رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: جب بندہ اپنی ہستی کو مٹا دیتا ہے تو اسے معرفت ملتی ہے اور اسے معرفتِ حال کہتے ہیں۔[2]

1...حکایات وقصص، صفحہ:34 خلاصۃً۔
2...کشف المحجوب، کشف الحجاب الاول فی معرفۃ اللہ، صفحہ:323 خلاصۃً۔

مطلب یہ کہ جب بندہ اپنی **میں** کو ختم کر لیتا ہے تب اسے اللہ پاک کا فضل نصیب ہوتا ہے، جب فضل نصیب ہوتا ہے تو اسے اللہ پاک کی معرفت مل جاتی ہے۔

نتیجۂ کلام یہ نکلا کہ اللہ پاک ہے، وہ ایک ہی ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس بات کے دلائل تو خُود ہمارے 5، 6 فِٹ کے وُجُود میں بھی موجود ہیں مگر جب تک ہمارے اندر **میں** ہے، **انا**، **تکبُّر** اور **خود پسندی** موجود ہے، تب تک ہم اُن دلائل کو دیکھ نہیں سکتے، ان دلائل کو سمجھ نہیں سکتے، اس لئے لازِم ہے کہ ہم اپنی **انا** اور **خُود پسندی** کو مِٹائیں، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْکَرِیْم! کائنات کے ذرّے ذرّے میں رَبّ کریم کی قدرتوں کے نشان نظر آنے لگیں گے۔

مٹ جائے یہ خُودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں
دردا میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں

یعنی اگر میری میں، میری انا اور خُود پسندی مٹ جائے تو اللہ پاک کے جلوے ہر جگہ نظر آئیں گے مگر افسوس! میں آپ ہی اپنی نظر کا پردہ ہوں۔

آیتِ کریمہ کی مختصر وضاحت

یہ معرفت سے متعلق چند باتیں تھیں، اب آیئے! آیتِ کریمہ کی مختصر وضاحت سنتے ہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا:

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ | ترجمہ کنزُالعِرفان: تم کیسے اللہ کے منکر ہو سکتے ہو

یہ تعجب دِلانے کا سُوال ہے: یعنی خُدا کا اِنکار کرنے والوں کو تعجب دِلایا جارہا ہے کہ کتنی حیرت کی بات ہے، آخر تم اللہ پاک کا اِنکار کر کیسے سکتے ہو؟ حالانکہ

وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ۚ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ | ترجمہ کنزُالعِرفان: حالانکہ تم مردہ تھے تو اس

يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾	نے تمہیں پیدا کیا پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔

یہ انسان کی 5 حالتوں کا ذِکر ہے، ان میں سے ہر حالت اللہ پاک کے وُجُود کی ایک مستقل دلیل ہے۔

انسان کی پہلی حالت

فرمایا:

وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا	ترجمہ کنزُالعِرفان: حالانکہ تم مردہ تھے۔

یہ ہماری پہلی حالت ہے۔ ایک وقت تھا جب ہم کچھ نہیں تھے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـٴًـا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ (پارہ:29، اَلدَّھْر:1)	ترجمہ کنزُالعِرفان: بیشک آدمی پر ایک وقت وہ گزرا کہ وہ کوئی ذکر کے قابل چیز نہ تھا۔

یہ ایک طرح سے ہمارے تکبّر کی کاٹ ہے، ہماری **اَنَا**، ہماری **مَیں** کی کاٹ ہے، ہمیں احساس دِلایا جارہا ہے کہ آخر تم خُدا کا انکار کر کیسے سکتے ہو؟ اُس قادِر و قیُّوم کے مقابلے میں خُود کو کیسے لا سکتے ہو؟ اس کے اَحْکام کے مقابلے میں اپنی خواہشات کو ترجیح کیسے دے سکتے ہو؟ حالانکہ کہ تم کچھ نہیں تھے، کوئی قابِلِ ذِکْر چیز نہیں تھے، اپنی اس پہلی حالت پر تو غور کرو! کسی کے خیال میں تمہارا تصوُّر تک نہیں تھا، کوئی ہے، جس نے تمہیں وُجُود دے دیا، کیا اب تمہیں لائِق ہے کہ تم تکبّر کرو! اپنی طاقت، اپنی قُوَّت، اپنی عقل، اپنے عِلْم کے بھروسے پر رَبِّ کریم کی قدرتوں کا انکار کرنے لگو! کیا تمہاری یہ حیثیت ہے کہ اللہ پاک

کے احکام اور فرامین کو اپنی عقل پر تولنے بیٹھو...!! نہیں...!! نہیں۔ تم کچھ نہیں تھے، اس نے تمہیں بہت کچھ بنا دیا۔ لہٰذا اپنا سَر اس کے حُضُور جھکا کر عاجزی و انکساری کا پیکر بن کر دِل کی گہرائیوں سے پُکارو! سُبۡحٰنَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی پاک ہے میرا بلندیوں والا رَبّ...!!

انسان کی دوسری حالت

یہ پہلی حالت تھی، اب دُوسری حالت کو بیان کیا جاتا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

فَاَحۡیَاکُمۡ ۚ | ترجمہ کنزُالعِرفان: تو اس نے تمہیں پیدا کیا۔

یہ ہیں خُدا کی شانیں...!! تم بے جان تھے، اس نے تمہیں جاندار بنا دیا، ایک پانی کے قطرے کو جیتا جاگتا، عقل و شکل والا، طاقت و قُوَّت والا انسان بنا دیا اور بنایا بھی کیسا ہے؟

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۟ (پارہ:30، التین:4) | ترجمہ کنزُالعِرفان: بیشک یقیناً ہم نے آدمی کو سب سے اچھی صورت میں پیدا کیا۔

ایک پنجابی شاعِر ہے، اس نے بڑے نِرالے انداز میں اللہ پاک کی حمد بیان کی ہے بلکہ یوں کہئے کہ ہم جو اپنے حُسن، جوانی، طاقت و قُوت پر اکڑتے ہیں، شاعِر نے ہمیں ایک احساس دِلایا ہے، لکھتا ہے:

نَکْ جَے مَتّھے اُتّے ہُوُنْدَا | کَنْ جَے دَھُوْن دَے پِچّھے ہُوُنْدَے
اَکُھاں ہُنْدِیاں مَوْڈَے اُتَّے | وَکّھی وِچ اِکْ پُوچّھل ہُوُنْدِی
گُوْڈَے دِیُ تھَاں پَسْلِیُ ہُوُنْدِی | پَسْلِیُ دِی تھَاں گُوْڈَا ہُوُنْدَا
بَنْدَہ کِدَّا کَوُجَا ہُوُنْدَا

صدقے جایئے سوہنے رَبّ دے | جس نے خاص کرم فرمایا

مٹی دے اس باوے تائیں	کِڈّا صُورت مند بنایا

وضاحت: ایک سوچنے کی بات ہے، اللہ پاک جیسی چاہے صُورت دیتا ہے، اس کی شان ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ (پارہ:3، آلِ عمران:6)	ترجمہ کنزُالعِرفان: وہی ہے جو ماؤں کے پیٹوں میں جیسی چاہتا ہے تمہاری صورت بناتا ہے،

شاعِر کہتا ہے: اگر ہماری ناک ہمارے ماتھے پر ہوتی، ہمارے کان گردن کے پیچھے ہوتے، آنکھیں کندھوں پر ہوتیں، پسلی کی جگہ پر گھٹنا اور گھٹنے کی جگہ پر پسلی ہوتی تو ذرا تَصَوُّر باندھیں، ہم کتنے بد صُورت نظر آتے، کیا کوئی ہے جو اس پر اعتراض کر سکتا؟ کیا کوئی ہے جو اپنی اس شکل کو تبدیل کر سکتا؟ نہیں، ہر گز نہیں...!! اگر ہمیں ایسی صُورت دے دی جاتی تو ہمیں اس پر رہنا پڑتا مگر قربان جائیے! اللہ پاک نے کیسا کرم فرمایا، مٹی کے اس بندے کو کتنا خُوبصُورت اور حسین و جمیل بنایا ہے۔ آنکھیں دیکھیں کیسی خُوبصُورتی کے ساتھ سجائی گئی ہیں، کان کس کاریگری کے ساتھ لگائے گئے ہیں، اپنے ہاتھ دیکھئے! سَر دیکھئے، ناک دیکھئے! یہ ہماری وہی شکل و صُورت ہے جسے آئینے میں دیکھ کر لوگ خُود پر فخر محسوس کرتے ہیں، یہ شکل و صُورت کس نے عطا فرمائی؟ کہنا پڑے گا:

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ؕ﴿۱۴﴾ (پارہ:18، المؤمنون:14)	ترجمہ کنزُالعِرفان: تو بڑی برکت والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

نمکینی، کڑواہٹ، گرمائش اور مٹھاس

ایک مرتبہ امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ امامِ جعفر صادِق رَضِیَ اللہُ عنہ کی خِدمت میں حاضِر ہوئے، امام جعفر صادِق رَضِیَ اللہُ عنہ نے فرمایا: اے نعمان! کیا تم

آنکھوں کی نمکینی، کانوں کی کڑواہٹ، نتھنوں کی گرمائش اور ہونٹوں کی مٹھاس کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟ عرض کیا: نہیں۔ امام جعفر صادِق رَضِیَ اللہُ عنہ نے فرمایا: میرے دادا جان سے روایت ہے کہ رسولِ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ پاک نے اپنے فضل و احسان سے اِبْنِ آدم کی آنکھوں میں نمکینی رکھی کیونکہ آنکھیں چربی سے بنی ہیں، اگر ان میں نمکینی نہ ہوتی تو یہ پگھل جاتیں۔ اللہ پاک نے کڑواہٹ اِبْنِ آدم کے کانوں میں رکھی، اگر ایسا نہ ہوتا تو کیڑے مکوڑے کان کے اندر چلے جاتے اور دماغ میں پہنچ کر نقصان پہنچاتے۔ اسی طرح اللہ پاک نے اِبْنِ آدم کے نتھنوں میں گرمائش رکھی ہے، جس سے وہ بُو سونگھتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو دماغ بدبُودار ہو جاتا۔ اللہ پاک نے اِبْنِ آدم پر مہربانی اور فضل و احسان کرتے ہوئے مٹھاس اس کے ہونٹوں پر رکھی ہے، جس کے ذریعے وہ ہر چیز کا ذائقہ چکھتا ہے اور لوگ اس کی گفتگو کی مٹھاس سے لطف اُٹھاتے ہیں۔ (1)

سُبْحٰنَ اللہ! کیا شان ہے میرے عظمتوں والے رَبِّ کریم کی...!! اندازہ فرمایئے! انسان کی تخلیق میں کیا کیا اہتمام کیا گیا ہے، کس کمال کاریگری کے ساتھ ایک بے جان چیز کو جیتا جاگتا، چلتا، پھرتا، عقل سمجھ والا انسان بنا دیا گیا ہے۔ پھر ہم کیوں اس رَبِّ کریم کی قدرت و عظمت کا اِقرار کر کے اس کے حُضُور سر نہ جھکائیں، یقیناً وہی ایک واحِد رَبّ ہے، وہ لاشریک ہے یعنی اس کا خدائی میں کوئی شریک نہیں، وہی عِبَادت کے لائق ہے، وہی ہے جس کے حُضُور سر جھکانا اور سُبْحٰنَ رَبِّیَ الاعلٰی کہنا انسان کو زیب دیتا ہے۔

---

1 ...حلیۃ الاولیاء، جعفر بن محمد الصادق، جلد:3، صفحہ:229، رقم:3797 خلاصۃً۔

انسان کی تیسری حالت

پھر اللہ کریم نے فرمایا:

ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ | ترجمہ کنزُالعِرفان: پھر وہ تمہیں موت دے گا

یہ انسان کی تیسری حالت ہے؛ انسان پہلے کچھ نہیں تھا، کوئی قابِلِ ذِکر چیز نہیں تھا، پھر اللہ پاک نے اسے زِندہ کر دیا، اس زِندگی کے بعد پھر ایک وقت آتا ہے کہ آدمی اس دُنیا میں نہیں رہتا یعنی اس پر موت طاری ہو جاتی ہے۔

یہ بھی اللہ پاک کے وُجُود کی دلیل ہے، موت تکبّر والوں کا تکبّر توڑ دیتی ہے، طاقتوروں کی طاقت کو خاک میں مِلا دیتی ہے، بادشاہوں کے تخت الٹ دیتی ہے۔ ہزار مہارتیں، سائنسی ترقیاں کچھ بھی موت کو ٹال نہیں سکتیں، آخر کیا وجہ ہے کہ آدمی زندہ رہنا چاہتا ہے مگر آج تک کوئی بھی موت کے شکنجے سے بچ نہیں پایا؟ اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے، وہی خدا ہے

موت کا ذائقہ چکھنا ہی پڑے گا

امام حسن بصری رَحمۃُ اللہِ عَلَیۡہ ایک دفعہ مُلکِ رُوم تشریف لے گئے، وہاں آپ نے ایک عجیب منظر دیکھا؛ جنگل میں ایک جگہ اعلیٰ قسم کے ریشمی کپڑے کا خوبصورت خیمہ بنا ہوا ہے اور خیمے کے ارد گرد اسلحہ اٹھائے فوجی کھڑے ہیں، ان فوجیوں نے اپنی زبان میں کچھ کہا اور چلے گئے، پھر مُلک کے بڑے بڑے عُلَما اور مشائخ آئے، انہوں نے بھی خیمے کے پاس کھڑے ہو کر کچھ کہا اور چلے گئے، پھر مُلک کے بڑے بڑے حکیم، طبیب وہاں پہنچے، انہوں نے بھی خیمے کے پاس کھڑے ہو کر کچھ کہا، پھر چلے گئے، پھر بادشاہ اور وزیر آئے،

یہ بھی کچھ دیر خیمے کے پاس رُکے، کچھ کہا اور چلے گئے، امامِ حسن بصری رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرانی ہوئی، میں نے کسی سے پُوچھا کہ یہ کیا مُعَامَلہ ہے؟ تو بتانے والے نے بتایا: بادشاہ کا ایک خوبصورت، نوجوان لڑکا تھا، اس کا انتقال ہو گیا، وہ اس خیمے میں دفن ہے، ہر سال جب اس کی وفات کا دن آتا ہے تو سب اسی طرح یہاں جمع ہوتے ہیں، پہلے فوجی خیمے کے پاس آتے اور کہتے ہیں: اے بادشاہ کے بیٹے! اگر جنگ کے ذریعے موت کو ٹالا جا سکتا تو ہم اپنی جان پر کھیل کر بھی آپ کو بچا لیتے، پھر علما آکر کہتے ہیں: اے بادشاہ کے بیٹے! اگر علم کے ذریعے موت کو روکا جا سکتا تو ہم ضَرُور آپ کو بچا لیتے، پھر طبیب آتے اور کہتے ہیں: اے بادشاہ کے بیٹے! اگر موت کا کوئی عِلاج ممکن ہوتا تو ہم ضرور آپ کا علاج کر لیتے، آخر میں بادشاہ اور وزیر آکر کہتے ہیں: بیٹا! ہم نے تجھے بچانے کی بہت کوشش کی مگر موت کو کون ٹال سکتا ہے؟ اب آئندہ سال تک تجھ پر ہمارا سلام ہو۔

امام حَسَن بصری رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جب یہ سُنا تو آپ نے پختہ نیت کر لی کہ **اب زِندگی بھر نہیں ہنسوں گا اور جب تک دُنیا میں ہُوں فکرِ آخرت ہی میں مَصرُوف رہوں گا۔**(1)

وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی | جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اجل بھی
بس اب اپنے اس جہل سے تُو نکل بھی | یہ جینے کا انداز اپنا بدل بھی

جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

پیارے اسلامی بھائیو! یہ ہے موت...!! اس دُنیا میں کسی کا ہمیشہ زندہ نہ رہ پانا، اس

(1)... تذکرۃُ الاَوْلیاء، صفحہ:17۔

بات کی دلیل ہے کہ اللہ پاک ہے، وہ لاشریک ہے، لہٰذا ہم سب پر لازِم ہے کہ اس کی پہچان حاصِل کریں اور اپنا سَر اس کے حُضُور جھکا کر کہیں: سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پاک ہے میرا بلندیوں والا ربّ!

موت کے بعد کی زندگی

پیارے اسلامی بھائیو! ہم اس دُنیا ہی میں اللہ پاک کی پہچان حاصِل کر کے اس کی عبادت میں مَصروف ہو جائیں، اسی میں ہماری بھلائی ہے اگر یہ نہ کریں تو یاد رکھئے! موت کے ساتھ ہی بات ختم نہیں ہو جائے گی بلکہ

ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

ترجمہ کنزُالعِرفان: پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔

ہمیں پھر سے زندہ بھی کیا جائے گا، پھر اللہ پاک کے حُضُور حاضری بھی ہو گی، اللہ پاک کی بارگاہ میں اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب بھی دینا ہو گا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ہم آج سمجھ جائیں، سنبھل جائیں، اللہ پاک کی پہچان حاصِل کریں اور اللہ پاک کی عبادت میں، اس کی رضا والے کاموں میں زندگی گزارنے لگ جائیں۔

کفرِ خفی اور اس کی علامات

شاید بہت ساروں کے ذہنوں میں آرہا ہو گا کہ ہم تو الحمد للہ! مسلمان ہیں، اللہ پاک کو مانتے ہیں، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ پر پکّا یقین رکھتے ہیں، لہٰذا ہمیں تو اللہ پاک کی پہچان حاصِل ہے۔ اس تعلق سے عرض ہے: یقیناً ہم مسلمان ہیں، ہم اللہ پاک کو ماننے والے، کلمہ پڑھنے والے ہیں مگر ہمیں اس طرف بھی توَجُّہ کرنے کی ضَرورت ہے جو امام غزالی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے

فرمایا، آپ لکھتے ہیں: کفر کی ایک قسم وہ ہے جو ظاہِر ہے (یعنی جس کے سبب آدمی دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے جیسے اللہ پاک کے وُجُود کا انکار کرنا، نبیوں، آسمانی کتابوں یا قیامت وغیرہ کا انکار کرنا۔) اس کے عِلاوہ کفر کی ایک اور قسم بھی ہے، جسے کفرِ خفی کہا جاتا ہے۔(اس کا مطلب ہے کہ بندہ ہے تو مسلمان، کلمہ بھی پڑھتا ہے، اللہ پاک پر، اس کے رسولوں، اس کی کتابوں اور قیامت کے دِن پر ایمان رکھتا ہے مگر اس کا کردار کافِروں جیسا ہے۔)اس کی مثال دیتے ہوئے امام غزالی رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ فرماتے ہیں: ہر وہ بندہ جو اللہ پاک سے مُنہ پھیرے، صِرف وصِرف دُنیا ہی کا ہو کر رہ جائے، دُنیا ہی پر راضی ہو، اسی پر مطمئن رہے، وہ بھی کافِر ہے (یعنی ہے تَو مسلمان مگر اس کا یہ انداز کافِروں والا ہے)۔[1]

اسی طرح قرآنِ کریم میں اس کی ایک مثال یُوں ملتی ہے، اللہ پاک نے فرمایا:

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (پارہ:25، الجاثیہ:23)	ترجمہ کنزُالعِرفان: بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کردیا۔

اللہُ اکبر! اے عاشقانِ رسول! اب ہم غور کریں، ہم الحمد للہ! اللہ پاک کا اِنکار تو نہیں کرتے، ہم مسلمان ہیں مگر ذرا سوچئے! کفرِ خفی (یعنی کافروں والے کردار) کی کتنی صُورتیں ہم میں پائی جاتی ہیں ❁ کیا ہمارے ہاں لوگ آخرت کے مقابلے میں دُنیا کو ترجیح نہیں دیتے...؟ ❁ کیا 4 پیسوں کی خاطِر لوگ فرض نماز نہیں چھوڑتے؟ ❁ شادِی بیاہ وغیرہ کے موقع پر اپنی ناک رکھنے کے نام پر اللہ پاک کی نافرمانیاں نہیں کی جاتیں؟ ❁ کیا ہمارے ہاں اللہ پاک کے احکام کے مقابلے میں نفسانی خواہشات کی پیروی نہیں کی جاتی؟ افسوس! ہمارے

[1] ...احیاء العلوم، کتاب الصبر والشکر، الرکن الثالث من کتاب الصبر والشکر...الخ، جلد:4، صفحہ:159 خلاصۃً۔

ہاں ایسا ہوتا ہے۔ افسوس! لوگ اپنے آرام کی خاطِر فجر قضا کر ڈالتے ہیں، چند پیسوں کی خاطِر نمازوں میں سُستی کر جاتے ہیں، اللہ پاک کے احکام کے مقابلے میں اپنی خواہشات کو ترجیح دی جاتی ہے، کتنے تعجب کی بات ہے...!! ہم ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ جبکہ اللہ پاک وہ ہے کہ ہم کچھ نہیں تھے، اس نے ہمیں زندگی عطا فرمائی، اس نے ہمیں پیدا کیا، ہزار طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں، آہ! عنقریب ہمیں موت کے گھاٹ اُترنا ہے، قبر میں پہنچنا ہے، اللہ پاک کے حُضُور حاضِر ہو کر اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے...!!

بندہ ہونا کسے کہتے ہیں؟

اے عاشقانِ رسول! ہم بندے ہیں، ہم مانتے بھی ہیں کہ ہم اللہ پاک کے بندے ہیں، **ہمارا عقیدہ ہے:** لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ ہمیں صحیح معنوں میں بندہ بننے کی حاجت ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم بن اَدْھَم رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ایک غُلام کی ضرورت پیش آئی، آپ بازار تشریف لے گئے، ایک غُلام خریدا اور گھر لے آئے، آپ نے اُس غلام سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ غُلام نے کہا: جس نام سے آپ پُکاریں، وہی میرا نام ہو گا، آپ نے پوچھا: تم کیا کھانے کے عادِی ہو؟ غُلام نے کہا: جو آپ کھلا دیں گے، کھالوں گا، پھر پوچھا: کوئی خواہش ہو تو بتاؤ! غُلام بولا: جو آپ کی خواہش ہے، وہی میری خواہش ہے۔ میں تو غُلام ہوں اور غُلام کو ان چیزوں سے تعلق نہیں ہوا کرتا۔ اس پر حضرت ابراہیم بن ادھم رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ سوچنے لگے: **کاش! میں بھی اللہ پاک کا ایسا ہی اطاعت گزار ہوتا تو کتنا بہتر تھا۔**[1]

اے عاشقانِ رسول! اسے کہتے ہیں، بندہ (یعنی غُلام) ہونا، بندہ ہوتا ہی وہ ہے جس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو، جس کی اپنی کوئی مرضی نہ ہو، بندہ ہمیشہ اپنے مالِک کی مرضی پر چلتا

1 ...تذکرۃ الاولیا، حضرت ابراہیم ادھم، صفحہ: 78۔

ہے،اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ اپنی مرضی پر نہیں بلکہ اللہ پاک کے حکم پر چلا کریں،زندگی کا معیار اپنی خواہش کو نہیں بلکہ اللہ پاک کے احکام کو بنائیں، شریعت کو، احادیثِ کریمہ کو، دین کو بنائیں۔ اسی میں بھلائی ہے، اسی میں دِین و دُنیا کی کامیابی ہے اور یہی ہمارا حق بھی بنتا ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

کلمہ اینڈ دُعا (Kalma &Dua) ایپ کا تعارف

پیارے اسلامی بھائیو! عاشقانِ رسول کی دینی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے **I.T** ڈیپارٹمنٹ نے ایک بہت ہی پیاری موبائل اپلی کیشن بنام: **کلمہ اور دُعا** (**Kalma&Dua**) جاری کی ہے۔ اس اپلی کیشن کے ذریعے بہت آسان انداز سے بچوں کی تربیت کی جاسکتی ہے ❁ اس اپلی کیشن میں بچوں کے لئے 6 کلمے آڈیو کی صورت میں حروف کی ادائیگی اور ترجمے کے ساتھ ❁ روزمرہ کی 16 مختلف دعائیں مثلاً پانی پینے کی دُعا ❁ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد کی دُعا ❁ دُودھ پینے کی دُعا ❁ سوتے وقت کی دُعا وغیرہ حروف کی ادائیگی اور ترجمے کے ساتھ اور مختلف موضوعات پر سنتیں اور آداب وغیرہ شامِل ہیں۔ اپنے موبائل میں یہ اپلی کیشن انسٹال کر کے فائدہ اُٹھایئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلایئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے ایک شرعی مسئلہ عرض کرتا ہوں:

درست کیا ہے؟

(درست شرعی مسئلہ اور عوام میں پائی جانے والی غلط فہمی کی نشاندہی)

مسئلہ: بیٹھ کر نماز پڑھنے میں رکوع کی حد یہ ہے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل آجائے۔

وضاحت: **پیارے اسلامی بھائیو!** اَوَّل تو ہمیں چاہئے کہ نفل نماز بھی کھڑے ہو کر ہی پڑھا کریں کہ اس میں زیادہ ثواب ہے۔ پھر بھی اگر کوئی نفل نماز بیٹھ کر پڑھے تو اس کی اجازت ہے، یونہی کوئی بیمار ہے اور شرعی اجازت سے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے، اس میں بھی کوئی حرج نہیں، البتہ! بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے رکوع کرنے میں بعض لوگ کشمکش کا شکار ہو جاتے ہیں، یہ سمجھ نہیں آرہی ہوتی کہ رکوع میں کتنا جھکنا ہے، کوئی بہت تھوڑا سا سر جھکا کر رکوع کر لیتا ہے اور کوئی اتنا جھکتا ہے کہ سجدے والی صُورت بن جاتی ہے۔ اس تعلق سے شرعی حکم یہ ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو رکوع میں اتنا جھکے کہ پیشانی گھٹنوں کی سیدھ میں آجائے، اس سے زیادہ جھکنا مکروہِ تنزیہی وناپسندیدہ عمل ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے **فتاویٰ رضویہ شریف** میں اسی کی تحقیق فرمائی ہے۔[1] اللہ پاک ہمیں دُرست اسلامی اَحکام سیکھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اَسْمَاءُ الْحُسْنٰی کی برکات (وظیفہ)

یَا حَکِیْمُ

جو کوئی روزانہ پانچوں نمازوں کے بعد 80 بار یَاحَکِیْمُ پڑھ لیا کرے گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْکَرِیْم! کسی کا محتاج نہیں ہو گا۔[2] اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

1 ...فتاویٰ رضویہ، جلد:6، صفحہ:157 ملتقطاً۔
2 ...مدنی پنج سورہ، صفحہ:252۔